# ہماری جماعت کے تعلیمی اداروں کا تعلیمی، تربیتی اور اخلاقی معیار بہت بلند ہونا چاہیئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ / مارچ ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ لیکن ابھی پورا افاقہ نہیں ہوا اور کل سے نزلے کی بھی شکایت ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ فضل کرے دوست دُعا سے مدد فرماویں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعتِ احمدیہ سے بنی نوع انسان کی خدمت کے جو مختلف کام لئے ہیں ان میں تعلیمی خدمت بھی شامل ہے ہماری جماعت کے تعلیمی ادارے تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں ایک تو وہ تعلیمی ادارے ہیں جو پاکستان سے باہر کام کر رہے ہیں دوسرے وہ تعلیمی ادارے ہیں جو ربوہ سے باہر پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور تیسرے وہ تعلیمی ادارے ہیں جو ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔ بیرونِ پاکستان تعلیمی ادارے جو باقاعدہ ادارے کی شکل میں کام کر رہے ہیں وہ زیادہ تر افریقہ کے ممالک میں ہیں یہ ممالک کئی صدیوں سے سیاسی حالات اور بعض دیگر وجوہ کی بناء پر تعلیم میں بڑے پیچھے تھے خصوصاً ان ممالک کی مسلمان آبادیاں تو تعلیم میں بہت ہی پیچھے تھیں اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن کو اللہ تعالیٰ نے اس طرف متوجہ کیا کہ ان ممالک کی تعلیمی خدمت بھی کرنی چاہیئے چنانچہ مختلف ممالک میں مختلف معیار کے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے۔ چھوٹے سکول بھی ہیں بڑے بھی ہیں

کئی سیکنڈری سکول بھی ہیں۔ایک ایک ملک میں ہمارے بیسیوں سکول بھی کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے اس خدمت کو قبول کر کے اس کے بڑے اچھے نتائج پیدا کئے ہیں اور بعض جگہ اگرچہ حکومت تو عیسائیوں کی ہے لیکن وہ عیسائی حکومتیں بھی جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور بڑی ممنون ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کو تو اس سے بہت ہی فائدہ پہنچا ہے وہاں جو اساتذہ کام کر رہے ہیں اُن میں پاکستانی بھی ہیں اور مقامی بھی ہیں پاکستان سے جو اساتذہ کام کے لئے وہاں گئے ہیں (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ) بڑے اخلاص سے کام کرنے والے، بڑی محبت سے کام کرنے والے اور اپنی اس ذمّہ داری کو سمجھنے والے ہیں کہ ہم استاد ہیں اور اسلام نے استاد کا ایک مقام قائم کیا ہے اُسے ایک عزت عطا کی ہے اور اس پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد کی ہیں یہ سب ان کے سامنے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو نباہتے اور اپنے رب اور اس کی مخلوق کی نگاہ میں عزت کو حاصل کرتے ہیں بعض استثناء ہیں لیکن استثناء پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ بڑی بھاری اکثریت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتی اور ان کو ادا کر رہی ہے وہاں جو مقامی اساتذہ ہیں وہ بھی اچھا کام کرنے والے ہیں ان کے دل میں بھی احساس بیدار ہے کہ ہماری قومیں دُنیا کے تعلیمی میدان میں بہت پیچھے چھوڑ دی گئی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو تعلیم کے میدان میں تو دوسروں کے پہلو بہ پہلو لے جا کر کھڑا کر دیں۔

کچھ ہمارے تعلیمی ادارے پاکستان میں ہیں اور ربوہ سے باہر ہیں۔ان کے متعلق مختلف اوقات میں مختلف رپورٹیں آتی رہتی ہیں بعض اچھا کام کر رہے ہیں بعض ایک وقت تک اچھا کام کرتے رہتے ہیں پھر کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے بعض ایسے بھی ہیں جو مستقل طور پر بڑا اچھا کام کر رہے ہیں ان تعلیمی اداروں کو صحیح طور پر چلانے کی آخری ذمہ داری تو مرکز پر ہے۔

باہر کے جو تعلیمی ادارے ہیں ان کی ذمہ داری بھی مرکز پر ہے تحریک جدید سے ان کا تعلق ہے۔

تحریک جدید کا نظام کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے لیکن عام طور پر وہ محنت اور توجہ اور ہوش کے ساتھ اور بیداری کے ساتھ اس عام نگرانی اور اساتذہ کے انتخاب وغیرہ کے متعلق جو

ذمہ داری ہے اس کو نباہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

جو پاکستان کے تعلیمی ادارے ہیں ربوہ سے باہر یا ربوہ میں قائم ہیں ان کی ذمہ داری نظارت تعلیم پر ہے۔ ربوہ سے باہر کے جو سکول ہیں یا تعلیمی ادارے ہیں میرے نزدیک ان کی عام نگرانی اس طرح پر نہیں ہو رہی جس طرح ہونی چاہیئے ہم نے اگر سکول کھولنا ہو تو وہ ہمارے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے ورنہ وہ ہماری بدنامی کا موجب ہے۔ دُنیا کے معیار کے مطابق نہیں۔ ہمارے سکول ہمارے معیار کے مطابق ہونے چاہئیں ہمارا ہر کام ہمارے (یعنی اسلام اور احمدیت) کے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے یہ بھی ہمارا ایک کام ہے ان ہزاروں کاموں میں سے جن کے کرنے کی ہم اپنے رب سے توفیق پاتے ہیں لیکن ربوہ سے باہر بہت سے تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو ہمارے معیار کے مطابق نہیں ہیں اور یہ قابل شرم بھی ہے اور قابل فکر بھی ہے جو ہمارا سکول ہے وہ ہمارے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے اور اس میں اور غیر میں نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ اگر ہم اسلام کی روح کو سمجھتے ہوئے اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو وہ ہم میں اور غیروں میں ایک فرقان اور ایک امتیاز کو قائم کرے گا۔ یہ امتیاز (ایک فدائی، عبدِ رحمٰن اور ایک ایسے شخص کے درمیان جس کے اندر ایثار اور فدائیت کا جذبہ اور اسلام کی روح نہیں) یہ فرق جو ہے یہ قد کے لحاظ سے یا رنگ کے لحاظ سے یا ناک نقشے کے لحاظ سے نہیں یہ تو اس نور کے لحاظ سے ہے جو ایک باعمل حقیقی اور سچا مسلمان حاصل کرتا ہے اور جو دوسرے کو نہیں ملتا۔ وہ نور مَابِهِ الْاِمْتِيَازُ بنتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق، ایک انہماک، ایک فدائیت کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نماز تو پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اور روٹی کھائیں گے کسی اور کو راضی کرنے کے لئے اگر کسی اور کو راضی کرنا ہو تو کمانے پر جتنی اسلامی پابندیاں ہیں پھر تو انسان انہیں چھوڑ دے کیونکہ اسی کے نتیجہ میں روٹی ملتی ہے۔

ایک احمدی مسلمان نے نماز بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قائم کرنی ہے اور ایک احمدی مسلمان نے اپنے یا اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ڈالنا ہے اگر ایسا نہیں تو اس شخص نے احمدیت اور اسلام کی حقیقی روح نہیں حاصل کی اور نہ

اسلام کو پہچانا ہے نہ ان مطالبات اور ذمہ داریوں کا احساس اس کے دماغ میں بیدار ہوا ہے جو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی ہے۔

پس ہمارا کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہے خواہ وہ تہجد کی نماز ہو خواہ وہ گھٹیالیاں کا انٹرمیڈیٹ کالج ہو یا کہیں پرائمری سکول ہو خواہ وہ بچوں کی قاعدہ پڑھانے والی کلاس ہو یا خدام الاحمدیہ یا انصاراللہ کا تربیتی کورس ہو یا یہاں جو قرآن کریم کی کلاس ہوتی ہے وہ ہو چاہے دھوبی کو کپڑے دینے کا کام ہو یا درزی سے کپڑے سلوانے کا کام ہو سب کام ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے ہیں اگر ہم درزی کو کپڑے سینے کے لئے اس لئے دیتے ہیں کہ اپنے لباس کی نمائش مطلوب ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب تو ہمیں مل سکتا ہے اس کی رضا نہیں مل سکتی لیکن اگر ہم درزی سے کپڑے اس نیت سے سلواتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے اے مومنو! تمہارے لئے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اسراف سے بچتے ہوئے افراط وتفریط ہر دو پہلوؤں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے ان چیزوں کو استعمال کرو میں تمہیں جہاں باطنی حسن دینا چاہتا ہوں وہاں میں تمہیں ظاہری حسن بھی دینا چاہتا ہوں اپنے لباس کو اس نیت سے بنواؤ اور پہنو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عطا ہے ہم اس کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ لباس بنواتے ہیں۔ ایک شخص دھوبی کو کپڑے عادتاً دیتا ہے ایک دوسرا شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرے رب کو نجاست اور گندگی اور میل کچیل پسند نہیں ہے میں اپنے کپڑوں کو صاف رکھوں گا۔ اس نیت کے ساتھ دھوبی کو کپڑے دیتا ہے چنانچہ وہ صاف کپڑے بھی پہن لیتا ہے اور فرشتوں کی دعائیں بھی اسے حاصل ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اسے مل جاتی ہے۔

غرض ایک احمدی کا ہر کام اسلام کے معیار پر پورا اترنا چاہئے ورنہ اس کام کے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اس کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں مل سکتی۔ پس جو تعلیمی ادارے ربوہ سے باہر ہیں ان کی بھی بڑی سختی سے نگرانی ہونی چاہئے۔ تعلیم کے لحاظ سے بھی اور تربیت کے لحاظ سے بھی ہمارے تعلیمی ادارے اور کسی اور کے تعلیمی ادارے میں نمایاں فرق ہونا چاہئے ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوں گے۔ پھر سب سے زیادہ توجہ ہمیں ان تعلیمی اداروں کی طرف کرنی چاہئے جو ربوہ میں قائم ہیں۔ ان کی مرکزی حیثیت ہے بہت سے دوست کافی مالی

بوجھ برداشت کر کے اور تکالیف اُٹھا کر اپنے بچوں کو ربوہ میں تعلیم کے لئے بھجواتے ہیں۔ ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول اور اس مرکز کے لئے جو غلبہ اسلام کے لئے قائم کیا گیا ہے محبت اور پیار ہے وہ چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو اس دینی ماحول میں پرورش اور تعلیم دلوائیں یہاں وہ اپنے بچے بھیج دیتے ہیں اور خود تکالیف اُٹھاتے ہیں ایسے بیسیوں خاندان ہیں جو بیوی بچوں کو یہاں بھجوا دیتے ہیں اور خود تنگی سے گزارہ کرتے ہیں۔ گھر کا ماحول انہیں میسر نہیں ہوتا یعنی نہ بیوی پاس ہے نہ بچے پاس ہیں لیکن وہ ان تکالیف کو اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے صحیح ماحول میں تربیت اور تعلیم حاصل کریں لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ یہاں بہت سے اساتذہ ایسے ہیں جو ہمارے تعلیمی اداروں کو ایک کلب سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے وہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً کالج میں گئے، بیٹھے باتیں کیں اور ایک دوسرے کو ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بنایا اور اس طرح اپنا وقت ضائع کیا اور گھروں کو آ گئے اور ہر مہینے کے شروع میں پچھلے مہینے کی تنخواہ وصول کی۔ کوئی احساس ہی نہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ یہاں بعض ایسے داغ ہیں کہ احمدیت کا معیار تو کیا انسانیت کا معیار بھی انہیں حاصل نہیں ہے اور نظارت تعلیم کو اس بات کی کوئی فکر نہیں اگر کوئی شخص وہ ذمہ داری اُٹھانا نہیں چاہتا جو اسلام اس کے کندھوں پر ڈالتا ہے تو کس نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ ہمارے پاس رہے اور ہمیں کسی نے مجبور نہیں کیا کہ ہم اسے اپنے پاس رکھیں یا تو ایسے اساتذہ تعلیم اور تربیت کی طرف پوری توجہ دیں اور یا وہ کہیں اور چلے جائیں۔ کون ان کو یہاں روکتا ہے لیکن اگر انہوں نے مرکز میں رہ کر اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے خود کو پیش کیا ہے تو انہیں یہ ذمہ داری نباہنی پڑے گی اگر وہ نہیں نباہیں گے تو ہم ان کو باہر بھیج دیں گے۔ کہیں اور جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو پیدا کیا ہے اس کے رزق کا تو وہ ذمہ وار ہے میں یا آپ اس کے ذمہ وار نہیں ہیں لیکن جو ذمہ واری مجھ پر اور آپ (اہلِ ربوہ) پر ہے یہ ہے کہ ہم اپنے ماحول کو علمی لحاظ سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی اور تربیتی لحاظ سے بھی اس طرح صاف اور پاک رکھیں کہ ہماری آئندہ نسل اس میں اس رنگ کی تربیت حاصل کرے اور وہ رنگ ان کے اوپر چڑھ جائے کہ جو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت

ہوتی ہے۔

پس یہاں کے جو ادارے ہیں انہیں آج میں تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں مثلاً تعلیم الاسلام کالج ہے اس کا تعلیمی معیار بھی گر گیا ہے اور اخلاقی معیار بھی وہ نہیں رہا جو ہونا چاہئے۔ دیر کی بات ہے کالج کے ایک طالب علم کے متعلق ایک محلّہ میں شکایت پیدا ہوئی سارا محلّہ اکٹھا ہو کر اس کو میرے پاس پکڑ لایا۔ مَیں اس زمانے میں پرنسپل تھا مجھے بہت خوشی ہوئی کہ بیدار جماعت ہے محلے میں ذراسی غلط بات جو ہوئی ہے تو انہوں نے اس کو برداشت نہیں کیا چنانچہ میں نے سب کے سامنے اس بچے کو بہت سخت سزا دی اس طرح محلے والوں کو بھی یہ تسلی ہوگئی کہ ہماری فضا کو پاک رکھا جائے گا اور سارے ربوہ میں بھی پتہ لگ گیا کہ ایسی حرکت برداشت نہیں کی جاتی۔

نوجوانی کی عمر میں بچے حماقت کرتے ہیں ان کو یہ پتہ لگ گیا کہ یہاں حماقت سے نہیں عقل اور ہوشمندی سے زندگی گزاری جاسکتی ہے حماقتیں جو ہیں ان کا محاسبہ ہوگا جب تک اس قسم کی فضا نہ پیدا کی جائے کہ ہم گندگی کو اور بداخلاقی کو خواہ وہ کسی نوعیت کی ہو برداشت نہیں کریں گے (اور بداخلاقی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے بغیر کوئی اور خُلق اپنانا یا پسند کرنا یا اپنے ماحول میں پیدا کرنا یا برداشت کرنا) اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو جلوے اس کی اس مخلوق میں ظاہر ہو رہے ہیں وہی جلوے اس کے بندوں میں اور ان بندوں کے ذریعہ دوسرں میں ظاہر ہونے چاہئیں۔ پس اگر ہر ایک کو یہ پتہ ہو کہ یہاں وہ خُلق پسندیدہ نہیں سمجھا جائے گا اور اسے برداشت نہیں کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے خُلق سے مختلف اور اس کی ضد ہے تو کتنا بیوقوف کوئی نوجوان ہو اس کا دماغ بڑی جلدی اس چیز کو سمجھ لے گا اور پھر کوئی شکایت نہیں پیدا ہوگی۔

ایک دفعہ کالج کی بات ہے باہر کسی کالج میں (یعنی ہمارا احمدیوں کا کالج نہیں) لڑائی ہوئی پستول چلے کچھ مارے گئے لڑکے گھبرائے کہ جو دشمن ہیں جب ان کو موقع ملا تو وہ ہمارے اوپر اسی طرح وار کریں گے اس قسم کا ایک طالب علم آ گیا کہ میں نے Migration (مائیگریشن) کروانی ہے مَیں آپ کے کالج میں آنا چاہتا ہوں مجھے چونکہ اس سارے واقعہ کا پہلے سے علم ہو چکا تھا۔ مَیں نے اس کو بٹھا کر سمجھایا میں نے کہا دیکھو اگر تم نے ہمارے پاس فائدہ اُٹھانے کے

لئے آنا ہے تو بڑی خوشی سے آؤ۔ ہم تمہارا خیال بھی رکھیں گے پڑھانے کی بھی کوشش کریں گے تربیت کرنے کی بھی کوشش کریں گے لیکن اگر تم نے ہم سے سزا لینے کے لئے یہاں آنا ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ کسی اور جگہ چلے جاؤ کیونکہ دوسرے کالجوں کی طرح یہ کالج نہیں کیونکہ جب تم غلطی کرو گے بڑی سخت گرفت ہو گی اور کسی ایک لڑکے پر جھوٹا رحم کر کے بیسیوں لڑکوں کے اخلاق کو تباہ نہیں کیا جائے گا وہ کہنے لگا مجھے علم ہے کہ اس کالج کا یہی ماحول ہے آپ تسلی رکھیں میں جب تک یہاں ہوں کوئی شکایت پیدا نہیں ہونے دوں گا چنانچہ وہ سال ڈیڑھ سال تک رہا اور کبھی اس نے ذرا سا بھی موقع نہیں دیا سر اُٹھا کر بات نہیں کرتا تھا اس کو پتہ تھا کہ یہ ماحول ایسا ہے کہ اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے اس کا فائدہ مجھے یا آپ کو اس طرح نہیں (ہمیں فائدہ تو ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو کام کرتے ہیں اس کا فائدہ ہمیں ملتا ہے وہ فائدہ تو ہے) لیکن صحیح تربیت اور صحیح تعلیم اور پوری طرح ذہنی نشوونما کا پہلا اور اصل فائدہ تو اس کا ہے جس نے تعلیم حاصل کی اور تربیت پائی ہمیں اللہ تعالیٰ ثواب دے گا اگر ہماری نیت ٹھیک ہو اور ہم اس کی رضا کے متلاشی اور اسی پر توکل کرتے ہوں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو کام کرتے ہیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ جو نوجوان ہیں وہ اپنی تعلیم میں اچھے نکلیں ان کے اچھے اخلاق ہوں وہ دُنیا میں نام پیدا کریں وہ دُنیا بھی کمائیں اور اپنے خاندان کا اور اپنے ملک کا نام بھی روشن کریں۔

پچھلے سال ہمارے کالج کا (جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے) نتیجہ بہت خراب نکلا تھا اس سال خراب نہیں نکلنا چاہئے اس لئے جو منتظم ہیں یا اُستاد ہیں اُن کو چاہئے کہ (امتحان قریب آ رہے ہیں) ابھی سے ایسا انتظام کریں کہ کیفیت اور کمیت ہر دو لحاظ سے ہمارے نتیجے ویسے نکلیں جیسے نکلنے چاہئیں۔ کسی وقت تو تیس چالیس کالجوں میں سے اُوپر کے دس پندرہ لڑکوں میں سے پانچ سات ہمارے کالج کے بھی ہو جایا کرتے تھے یہ صحیح ہے کہ کبھی نسبتاً اچھے لڑکے داخل ہوتے ہیں کسی سال نسبتاً کمزور داخل ہوتے ہیں یہ چکر تو ساتھ لگا ہوا ہے لیکن کبھی پری انجینئرنگ میں، کبھی پری میڈیکل میں، کبھی ایف اے میں، کبھی بی ایس سی میں کوئی نہ کوئی گروہ یا ایک سے زیادہ گروہ اتنے نمایاں طور پر اچھا نتیجہ نکالتے تھے کہ دُنیا حیران ہو جاتی تھی۔

غالباً ۱۹۶۱ء۔۱۹۶۰ء کی بات ہے مارشل لاء کی طرف سے اس وقت بھی میڈیکل کالج میں ایڈمنسٹریٹر مقرر تھے۔ چنانچہ داخلے کے وقت ایک ایسے شخص ایڈمنسٹریٹر تھے جن کو ہمارے کالج کا زیادہ پتہ نہیں تھا وہ نمبروں کے لحاظ سے انٹرویو لے رہے تھے۔ پہلا لڑکا جو آیا تو انہوں نے دیکھا کہ تعلیم الاسلام کالج کا ہے جانتے نہیں تھے خیال نہیں کیا، کہ ہوگا کوئی کالج، فرسٹ آ گیا ہے لڑکا جب تیسرا لڑکا آیا تو وہ بھی تعلیم الاسلام کالج کا پھر زیادہ توجہ ہوئی لیکن کہا کچھ نہیں پھر غالباً چوتھا لڑکا آیا وہ بھی تعلیم الاسلام کالج کا پھر ان سے رہا نہیں گیا اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے یہ کونسا کالج ہے جس کے اتنے اچھے نتیجے نکلے ہیں مجھے نہیں پتہ؟ خیر انہوں نے بتایا کہ یہ کونسا کالج ہے غرض پہلے پندرہ میں سے چھ یا سات لڑکے ہمارے کالج کے تھے اسی طرح کبھی انجینئرنگ کے ساتھ ہو جاتا کبھی بی ایس سی کے ساتھ ہو جاتا تھا اور یونیورسٹی کی فیصد سے کہیں زیادہ فیصد نتیجے نکلا کرتے تھے لیکن پچھلے سال تو یونیورسٹی کی فیصد (جو خود بڑی کم ہے اور گندے کالجوں کی وجہ سے ہی اس کی فیصد گر جاتی ہے) اس سے بھی کم۔

پس یہ بڑی شرم کی بات ہے اب ایک دفعہ تو ہو گیا کیونکہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ یہاں ہمارے اساتذہ اتنے بھی گر جائیں گے لیکن اب تو پتہ لگ گیا ہے اس لئے اپنے آپ کو درست کریں اپنے کام کی طرف توجہ دیں اور دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت اور خدمت کو قبول کرے اور نتائج اچھے نکالے۔ اگر آپ نہ محنت کریں نہ توجہ دیں نہ ذمہ داریوں کو نباہیں نہ مقبول دُعائیں آپ کی قسمت میں ہوں تو پھر تو ہمیں پتہ لگے گا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ آپ پر گرفت کی جائے (خدا تعالیٰ اپنی گرفت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے) لیکن جو میری ذمہ داری ہے وہ میں آج نباہ رہا ہوں اور میں ساری جماعت کے سامنے اساتذہ کو اور استانیوں کو اگرچہ استانیاں تو نسبتاً اچھی ہیں پچھلے سال انہوں نے بہت اچھے نتائج نکالے۔ مردوں کے لئے شرم کی بات تھی کہ لڑکیاں اتنی آگے نکل گئیں لڑکوں سے اور اُستانیاں اتنی آگے نکل گئیں اساتذہ سے لیکن بہرحال ان (اُستانیوں) کو بھی اپنا معیار جو اگرچہ خوشکن ہے اس سے بھی بلند کرنا چاہئے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سوائے حادثہ کے سو فیصدی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ حادثات اس زندگی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس میں شک نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حادثے کے علاوہ اگر

سو فیصد نتیجہ نہیں تو پھر وہ صحیح محنت نہیں ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی طالب علم فیل ہو اگر کوئی ایسا طالب علم ہے جو پڑھنے کے قابل ہی نہیں تو آپ اس کے ماں باپ کا روپیہ کیوں ضائع کروا رہے ہیں؟ اس کو یہاں سے فارغ کر دیں اس مشورہ کے ساتھ کہ پڑھنے کی بجائے کوئی اور کام کرو لیکن جس کے متعلق آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ اس قابل ہے کہ پڑھے اور پاس ہو وہ اگر پاس نہ ہو تو آپ کا فعل آپ کے قول کے خلاف ہوگا اور جماعت آپ سے گرفت کرے گی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور زنانہ سکول اور کالج تعلیم اور نتائج کے لحاظ سے شاید اتنے بُرے نہیں لیکن تربیت کے لحاظ سے انہیں بھی اور توجہ دینے کی ضرورت ہے یہ صحیح ہے کہ ربوہ کا ماحول خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہم اس ماحول میں یا اس ماحول کے روشن اور منور چہرہ پر سیاہی کا ایک باریک نقطہ بھی برداشت نہیں کر سکتے اگر ایک آدمی یا ایک بچہ بھی ایسا ہے جس کی صحیح تربیت نہیں تو ہمیں غصہ بھی آئے گا ہمیں فکر بھی پیدا ہوگی ہم اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اصلاح کے لئے کارروائی بھی کریں گے۔ تعلیمی اداروں کے ساتھ یہاں ایک اور ایسی دم بھی لگ گئی ہے کہ بعض دفعہ وہ بھی فکر پیدا کرتی ہے اور وہ وہ پرائیویٹ طلباء ہیں جو تعلیمی ادارے میں داخل نہیں ہوتے لیکن یہاں وہ یا تو اساتذہ کی ٹیوشن لیتے ہیں یا ان کو کوئی اور سہولت ہوتی ہے اور کالج کے ڈسپلن اور ضبط سے بھی وہ باہر ہوتے ہیں اور عام طور پر وہ خدام الاحمدیہ سے بھی چھپے رہتے ہیں اور ان کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی۔

ابھی چند دن ہوئے ایک شخص کا دعا کے لئے میرے پاس خط آیا اور اس نے اپنا جو پتہ درج کیا تھا (یہیں ربوہ کا رہنے والا ہے) وہ غلط تھا اور اس میں چالاکی کی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھ دی ہے پھر اللہ تعالیٰ تو اس طرح بھی فضل کرتا ہے کہ اسی دن مغرب کے بعد اس شخص کے متعلق مجھے رپورٹ ملی کہ یہ فلاں جگہ رہتا ہے اور یہ اس کے حالات ہیں اور عشاء کے بعد جب میں اپنی ڈاک دیکھ رہا تھا تو اس میں اسی کا خط اور پتہ کوئی اور لکھا ہوا تھا اور اس شخص نے اپنی طرف سے بڑی چالاکی کی ہوئی تھی کہ میں پتہ غلط لکھ رہا ہوں۔ جب میں نے پتہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایف۔اے کا پرائیویٹ امتحان دے رہا ہے پھر میں سمجھا کہ یہ ایک ایسا شخص

ہے جس کی تربیت کی طرف کوئی ادارہ توجہ نہیں کر رہا کالج کا یہ طالب علم نہیں ان کے ضبط و نظم سے باہر ہے اور خدام الاحمدیہ سے بھی اسی طرح چھپا پھرتا ہے کیونکہ بعض باتیں اور بھی پتہ لگ گئیں لیکن یہ تو ایک مثال تھی جس نے یہ توجہ دلائی کہ ایک سلسلہ، ایک نظیر ایسے طالب علموں کی ہے جو پرائیویٹ امتحان دیتے ہیں اور اس وجہ سے کالج کے ڈسپلن اور ضبط سے بھی باہر ہیں اور دوسری تنظیموں سے بھی چھپتے رہتے ہیں۔

اس واسطے نظارت تعلیم کو یہ آرڈر دینا چاہئے کہ تعلیم الاسلام کالج کسی ایسے لڑکے کے داخلے کے فارم پر جو پرائیویٹ امتحان دے رہا ہے دستخط نہیں کرے گا جب تک یہ تسلی نہ کر لے کہ اخلاقی لحاظ سے اور تعلیمی لحاظ سے وہ لڑکا ایک خاص معیار سے نیچے نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیمی لحاظ سے شاید وہ اتنا اچھا نہ ہو بعض اچھے بھی ہوتے ہیں لیکن اخلاقی لحاظ سے تو وہ بہرحال گرا ہوا نہیں ہونا چاہئے اس کے بغیر ان کو اجازت نہیں دینی چاہئے ورنہ اب میرے خیال میں اس وقت کوئی تیس چالیس لڑکے ایسے ہوں گے یا اس سے بھی زیادہ اگر لڑکے لڑکیاں ملا لی جائیں تو ساٹھ ستّر ہوں گے جو پرائیویٹ امتحان دیتے ہیں کیوں دیتے ہیں؟ پس کوئی تو اُن کے اوپر نگرانی ہونی چاہئے کہ اگر انہوں نے یہاں امتحان دینا ہے یہاں کی فضا سے فائدہ اٹھانا ہے یہاں کے سنٹر کے بھی جو امتحان کے لئے بنتا ہے بڑے فائدے ہیں یہاں نہ شور ہے اور نہ ہنگامہ ہے ایک طالب علم آرام سے یہاں امتحان دے دیتا ہے۔ باہر کے سنٹرز میں ایسی پرسکون فضا نہیں ہوتی پس ہمارے کالج کو چاہئے کہ اپنا معیار اس لحاظ سے بھی قائم رکھے وہاں کی فضا، وہاں کا دیانتداری کا ماحول کہ ہر شخص اپنے علم کے مطابق جواب دے اور امتحان کے ہال میں کسی دوسری مدد کی طرف اس کا ذہن ہی نہ جائے ایسا ماحول ہونا چاہئے۔

پس یہ ساری چیزیں فوری طور پر گرفت کے اندر آنی چاہئیں نظارت تعلیم اگر اس طرف توجہ نہیں دے گی تو پھر مجھے توجہ دینی پڑے گی وہ تو طالب علموں کو اساتذہ کو سمجھائیں گے لیکن جب میں سمجھاؤں گا تو مجھے ناظر تعلیم کو بھی سمجھانا پڑے گا جو میرے استاذ بھی ہیں لیکن فرض فرض ہے استاد کی عزت اپنی جگہ ہے وہ بھی ہم کریں گے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت اللہ تعالیٰ کو پیاری نہیں ہم اپنی طرف سے یہی کوشش کریں گے کہ ہمارا رب ناراض نہ ہو۔

بہرحال آج کے بعد توجہ پوری ہوجانی چاہئے نتیجہ تو جب نکلے گا اس وقت پتہ لگ جائے گا کہ کتنی توجہ دی گئی ہے لیکن اخلاقی لحاظ سے تو میرے پاس ہر روز رپورٹ آجاتی ہے چاہے یہ رپورٹ ہو کہ سب ٹھیک ہے اور چاہے یہ رپورٹ ہو کہ کسی جگہ کوئی غلطی ہے۔ رپورٹ دینے والے محکمے بھی ہیں اور افراد بھی ہیں ہم سب ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ میں شروع خلافت سے کہہ رہا ہوں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی کئی نادان ایسا نہیں سمجھتے اب مثلاً ڈاک ہے میں ساری ڈاک خود دیکھتا ہوں اور کئی دفعہ جن کو کسی محکمے سے کوئی شکایت پیدا ہوجائے وہ کسی کے ذریعہ خط بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خط آپ تک پہنچنے نہیں دیئے جاتے حالانکہ سارے خط میرے پاس پہنچے ہوتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا ہوتا ہے۔

پس یہ چیزیں جماعت پہنچانے والی ہے دوست ذرا ذرا سی بات پہنچا دیتے ہیں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی نہ رہنی چاہئے ورنہ خلیفہ اور نائب اُذُنُ خَیْرٌ نہیں رہتا۔

غرض نیابت نبوت میں خلافت بھی کان ہے اور اس تک آوازیں پہنچتی رہتی ہیں کوئی چیز چھپائی نہیں جاسکتی اور آخری ذمہ داری اس پر ہے اور اپنے رب سے ہر وقت سب سے زیادہ خوف کھانے والا میں سمجھتا ہوں وہی ہے کیونکہ ساری ذمہ داری جو اس پر ڈال دی بڑے استغفار اور توبہ اور دعاؤں کے ساتھ زندگی کے دن گزارنے پڑتے ہیں اور سوائے خدا تعالیٰ کے خوف کے کسی کا خوف نہیں ہوتا اور سوائے خدا کی خوشنودی کے کسی اور جہت سے رضا کے حصول کی کوئی تمنا نہیں ہوتی اس واسطے اگر گرفت ہوگی تو بڑی سخت گرفت ہوگی صرف خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہوگی لیکن خدا کرے کہ ہماری آئندہ نسلوں کی جو ذمہ داری بعض احباب پر ڈالی گئی ہے وہ اس ذمہ داری کو سمجھیں اور تعلیمی اور تربیتی اور اخلاقی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے حضور وہ سرخرو ہوں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو وہ حاصل کریں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ تا ۶)

❁❁❁